

إصلاح کرنے والے عناصر

وہ چیزیں، جن کی بدولت انسانی زندگی بنتی اور سورتی ہے، چار عنوانات کے تحت تقسیم ہوتی

ہیں۔

(۱) خدا کا خوف، جو آدمی کو برائیوں سے روکنے اور سیدھا چلانے کے لیے ایک ہی قابل اعتماد، ضمانت ہے۔ راست بازی، انصاف، امانت، حق شناسی، غبطت نفس اور وہ تمام دوسری خوبیاں جن پر ایک پر امن اور ترقی پذیر تمدن و تہذیب کی پیدائش کا انحصار ہے، اسی ایک ختم سے پیدا ہوتی ہیں۔ اگرچہ بعض دوسرے عقیدوں کے ذریعے سے بھی کسی حد تک انھیں پیدا کیا جاسکتا ہے جس طرح مغربی قوموں نے کچھ نہ کچھ اپنے اندر پیدا کیا ہے۔ لیکن ان ذرائع سے پیدا کی ہوئی خوبیوں کا نشوونما بس ایک حد پر جا کر رک جاتا ہے اور اس حد میں بھی ان کی بنیاد مترزل ہی رہتی ہے۔ صرف خدا تری ہی وہ پایدار بنیاد ہے جس پر انسان کے اندر براہی سے رکنے اور بھلائی پر چلنے کی صفت مضبوطی کے ساتھ قائم ہوتی ہے۔ اور محبود پیکانے پر نہیں بلکہ نہایت وسیع پیکانے پر تمام انسانی معاملات میں اپنا اثر دکھاتی ہے۔

(۲) خدائی ہدایت کی پیروی، جو انسان کے شخصی، اجتماعی، قومی اور بین الاقوامی رویے کو اخلاق کے مستقل اصولوں کا پابند کرنے کی ایک ہی صورت ہے۔ جب تک انسان اپنے اخلاقی اصولوں کا خود واضح اور مصنف رہتا ہے اس کے پاس نبائیں بنانے کے لیے کچھ اور اصول ہوتے ہیں اور عمل میں لانے کے لیے کچھ اور۔ کتابوں میں آب زر سے وہ ایک اصول لکھتا ہے اور معاملات میں اپنے مطلب کے مطابق بالکل دوسری ہی قسم کے اصول بر تاتا ہے۔ دوسروں سے مطالبہ کرتے وقت اس کے اصول کچھ ہوتے ہیں اور خود معاملہ کرتے وقت کچھ۔ موقع اور مصلحت اور خواہش اور ضرورت کے دباو سے اس کے اصول ہر آن بدلتے ہیں۔ وہ اخلاق کا اصل محور "حق" کو نہیں بلکہ "اپنے مفاد" کو بناتا ہے۔ وہ اس بات کو مانتا ہی نہیں کہ اس کے عمل کو حق کے مطابق ڈھانا چاہیے۔ اس کے بجائے وہ چاہتا ہے کہ حق اس کے مفاد کے مطابق ڈھلے۔ یہی وہ چیز ہے جس کی بدولت افراد سے لے

کر قوموں تک سب کارویہ غلط ہو جاتا ہے اور اسی سے دنیا میں فساد پھیلتا ہے۔ اس کے بر عکس جو چیز انسان کو امن، خوشحالی اور فلاح و سعادت بخش سکتی ہے وہ یہ ہے کہ اخلاق کے کچھ ایسے اصول ہوں جو کسی کے مقادے کا لحاظ سے نہیں بلکہ حق کے لحاظ سے بننے ہوئے ہوں اور انھیں اٹلی مان کر تمام معاملات میں ان کی پابندی کی جائے، خواہ وہ معاملات شخصی ہوں یا قومی، خواہ وہ تجارت سے تعلق رکھتے ہوں یا سیاست اور صلح و جگہ سے۔ ظاہر ہے کہ ایسے اصول صرف خدائی ہدایت ہی میں ہمیں مل سکتے ہیں، اور ان پر عمل در آمد کی صرف یہی ایک صورت ہے کہ انسان ان کے اندر ردوبدل کے اختیار سے دست بردار ہو کر انھیں واجب الاتباع تسلیم کر لے۔

(۲) نظام انسانیت، جو شخصی، قومی، نسلی اور طبقاتی خود غرضیوں کے بجائے تمام انسانوں کے مساوی مرتبے اور مساوی حقوق پر مبنی ہو۔ جس میں بے جا امتیازات نہ ہوں۔ جس میں اونچی بیچ، چھوٹ چھات اور مصنوعی تعصبات نہ ہوں۔ جس میں بعض کے لیے تخصص حقوق اور بعض کے لیے بناوٹی پابندیاں اور رکاوٹیں نہ ہوں۔ جس میں سب کو یکساں پہلو لئے پہلنے کا موقع ملے۔ جس میں اتنی وسعت ہو کہ روئے زمین کے سارے انسان اس میں برابری کے ساتھ شریک ہو سکتے ہوں۔

(۳) عمل صالح، یعنی خدا کی دی ہوئی قوتیں اور اس کے بخشے ہوئے ذرائع کو پوری طرح استعمال کرنا اور صحیح استعمال کرنا۔

یہ چار چیزیں ہیں جن کے مجموعے کا نام ”بناو“ اور ”صلاح“ ہے اور ہم سب کی بہتری اس میں ہے کہ ہمارے اندر نیک انسانوں کی ایک ایسی تنظیم موجود ہو جو بگاڑ کے اسباب کو روکنے اور بناو کی ان صورتوں کو عمل میں لانے کے لیے پیغم جدوجہد کرے۔ یہ جدوجہد اس ملک کے باشندوں کو راہ راست پر لانے میں کامیاب ہو گئی تو خدا ایسا بے انصاف نہیں ہے کہ وہ خواہ خواہ اپنی زمین کا انتظام اس کے اصلی باشندوں سے چھین کر کسی اور کو دے دے۔ لیکن اگر خدا انخواستہ یہ ناکام ہوئی تو ہم نہیں کہ سکتے کہ ہمارا، آپ کا اور اس سرزین کے رہنے والوں کا کیا انجام ہو گا۔